چہ گویم با تو از آں چہار قادیان بینی | Reg. CCLXXXVIII | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید ... معہ ضمیمہ درس قرآن مجید

پیشگی چار روپے

جلد ۹ — مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ جون ۱۹۱۰ء مطابق ۴ ہاڑ سمت ۱۹۶۷ بکرمی — نمبر ۳۴

سارے جہاں سے اچھا دار الاماں ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا


# اسلام کی ترقی کے لئے "ایک بشارت"

ستیہ دیوجی۔ آریوں کے مولے غلام حیدر نے اپنے ارتداد کے بارے میں ایک رسالہ تحفۂ حیدری لکھا ہے۔ ہم نے بھی اس امید پر دیکھا کہ اسمیں وہ باتیں درج ہونگی۔ جن کیوجہ سے اس نے اسلام چھوڑا۔ اور پھر اس کے ساتھ ضرور ہی وہ خوبیاں لکھی ہونگی۔ جو ویدک دھرم میں ان کے داخل ہونے کا موجب ہوئیں۔

لیکن افسوس کہ ان دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ غلام حیدر کا ستیہ دیو بننا بعض اور وجوہات پر مبنی ہوگا۔ والعلم الصحیح عند اللہ۔

اس نے لکھنے کو تو یہ لکھدیا کہ میں تلاش حق اور چند سوالات کے حل کرنے کے لئے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھرتا ہوا۔ بغداد پہونچا۔ اور مکہ مدینہ بھی بہت مدت گزاری۔ مگر یہ نہیں بتایا۔ کہ آخر وہ کونسے مشکل ومعضل مسائل تھے۔ جو قرآن مجید کے کسی خادم سے حل نہ ہو سکے۔ اور یہ بتایا کہ ویدوں نے ان کا کیا حل کیا تاکہ اسے پڑھکر دوسرے طالبان حق بھی کچھ فائدہ اٹھاتے۔

میرے خیال میں اگر ستیہ دیو اپنی کتاب تحفہ میں یہ لکھدیتا۔ تو وہ ایک بہت بڑی خدمت دین حق کی کرتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس ڈھول میں سوائے پول کے اور اس عمل میں بجز خوار کے اور کچھ بھی نہیں۔

ایک شخص اسلام سے منہ پھیرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ توحید۔ اطاعت الٰہیہ و انبیاء و حکام۔ نیک تحریک۔ اکل حلال۔ شفقت علیٰ خلق اللہ۔ دیانت امانت ترک غدر۔ ایصال خیر۔ حفظ نفس۔ حسن اخلاق۔ تربیت اولاد۔ ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی سے منہ پھیرتا ہے کیونکہ یہی تعلیم ہے اسلام کی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ الھکم الٰہ واحد (۲) ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ (۳) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (۴) کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم (۵) فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ (۶) ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی (۷) ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب (۸) لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم۔ (۹) کلوا واشربوا ولا تسرفوا (۱۰) حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ (۱۱) انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ (۱۲) فانکحوا ما طاب لکم من النساء (ب) محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان (۱۳) ولا تقتلوا انفسکم (۱۴) وائتوا البیوت من ابوابھا (۱۵) ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (۱۶) ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ (۱۷) ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم (۱۸) ان اللہ لا یحب الخائنین (۱۹) ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین (۲۰) وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

اس سیدھی۔ صاف اور دنیا و آخرت کے لئے مفید و بابرکت تعلیم سے اعراض کرنے والا۔ جہاں تک عالم۔ فاضل اور فہیم و ذکی ہو سکتا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے اور اس کا مبلغ علم اور عربی زبان دانی لفظ فرآن کی تشریح سے ظاہر ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ مسلمان لوگ عام طور پر اس کے مصدری معنے پڑھنا لیتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ مصدر نہیں اور لفظ فرقان کے وزن پر ہے۔ جس کے معنے مسلمان اسم فاعل کے کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کے صحیح معنے پڑھنے والے۔ اس قسم کی تشریح کرکے اپنی علمی پردہ دری کرانے کی بجائے اگر مہاشہ ستیہ دیوجی ویدوں کی خوبیاں بیان کرتے اور اسلام کی تعلیم میں جو کمزوریاں ان کو نظر آئیں وہ کہتے تو ایک بات بھی تھی۔ لیکن یہ امران کے لئے مخصوص ہے جو راستبازی وطلب حق اپنا شیوہ رکھتے ہیں۔

آپ بجائے اس کے کہ کسی نسخہ کو استعمال کرکے اپنے امراض کا علاج کرتے۔ اس کے اجزاء دریافت کرنے کے درپے

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق صاحب کے شائع ہوا۔) (کتبہ جامعہ محمد حسین بلعمی)

ہو گئے۔ آپ کی منتہائے تحقیق یہ ہے۔ کہ جبرئیل فرشتہ نہ تھا ایک "عالم یہودی" تھا۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ اس نے کیوں اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑا چلایا اور کیوں سب سے زیادہ اپنے ہی مذہب کی تردید کی اور اپنے لئے ہی ابدی شقاوت کا اعلان کرایا۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنی قوم کو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کا شان نزول بنایا۔ تمام دنیا میں ہر ایک حقانی مذہب والے کی کچھ نہ کچھ سلطنت ہے۔ مگر یہودیوں کے لئے چپہ بھر زمین نہیں ان کے لئے قرآن مجید میں صریح فتوے ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز بیت المقدس پر قابض ہیں۔ یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیح ہیں۔ دوسری طرف آریہ ورتی عارضی منکروں پر عارضی اتباع نصاریٰ حکمران ہیں اور یوں ہی ہمیشہ رہے گا" یہ اچھا معلم تھا کہ اپنی قوم کے لئے لا ینصرون اور الا بحبل من اللہ و بحبل من الناس۔ کا فتوے دے گیا۔ پھر وہ لوگ بھی عجیب المخلوق ہی ہوں گے۔ جو صریحاً دیکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہے وہ تو جبرئیل یہودی ہے۔ اور جانیں نثار کرتے ہیں۔ وطن چھوڑتے ہیں۔ مال پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ اس کے ایک شاگرد کے قدموں پر جو خود کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیا عقل سلیم فطرت صحیحہ۔ تجربہ۔ مشاہدہ ایسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔

باقی جبرئیل کے متعلق جو روایات تم نے لکھی ہیں۔ پہلے یہ تو ثابت کیجئے۔ کہ وہ اسلام کی مستند و معتبر و مسلمہ کتب میں ہیں۔ پھر ان کے متعلق علماء اسلام نے جو تشریح کی ہو اس پر اپنے شکوک بیان کرو۔ ادھر ادھر کے قصوں کو بعض روائتیں جمع کر کے اسے اسلام میں داخل بتانا۔ یہ کونسی روش صلحاء ہے۔ ایک "متعہ" بھی پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ ہرگز ہرگز اسلام میں نہیں۔ اگر کسی آریہ بھائی کی ذاتی کرتوتوں کا ذمہ وار وید نہیں ہو سکتا۔ تو کسی کلمہ گو کی ذاتی کمزوریوں کا الزام قرآن پر نا واجب و غیر مناسب ہے۔ متعہ کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے۔ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم آگے فرماتا ہے۔ فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون۔ اگر متعہ والی زوجہ ہوتی تو اس کے لئے بھی ورثہ۔ طلاق۔ عدت نفقہ ثابت ہوتے۔ خدا تعالیٰ نے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم۔ فرما کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ متعہ بالنساء جائز نہیں۔ ورنہ بیان فرما دیتا کہ اگر نکاح کی استطاعت نہیں تو متعہ ہی کر لو۔ اور احادیث میں بھی ان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ (صحیح مسلم صفحہ ۴۵۱) فرمایا ہے۔ پس یہ ایک بہتان و افترا ہے۔

اخیر میں ہم یہ بتائے دیتے ہیں کہ ایک غلام حیدر کیا ہزار غلام حیدر کے جانے سے بھی اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ کیونکہ اس خدائے قدیر کا۔ (جس کا نام السلام ہے۔ جسکی دی ہوئی کتاب بھی ہر قسم کی تحریف عیب و نقص سے پاک ہے۔ اور جس مذہب کے مرکز کو بھی خدا نے من دخلہ کان امنا اور ھدی للعلمین قیاما للناس۔ فرمایا اور جو آج تک مفتوح نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ اور اس اعتبار سے دار السلام ہونے کا ایک زندہ نشان ہے۔ حالانکہ دوسری تمام قوموں کے معبد یا تو تباہ ہو چکے یا اسلام کے زیر حکومت ہیں) یہ وعدہ ہے کہ اگر تم میں سے ایک جائے گا۔ تو میں اس کے بدلے میں ایک قوم دونگا۔ اور وہ قوم بھی ایسی ہو گی کہ وہ خدا سے محبت کرے گی اور خدا ۔ ۔ ۔ ان سے چنانچہ فرمایا۔ من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ پس ہم تو خوش کم جہان پاک پڑھ کر خوش ہیں اور مولیٰ کریم کے فضلوں کے منتظر ہیں۔ وہ ہم کو کئی غلام حیدر سے بڑھ کر دے گا۔

باقی یہ بات کہ یہ شخص ہمیں یا ہمارے دین کو کچھ نقصان پہونچائے گا ہرگز نہیں۔ چاند پر جو خاک ڈالیگا اسی کے سر پر پڑے گی۔ یاد رکھو۔ کہ بیت الحرام میں اب تک تصویری زبان میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہی پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونہ کا پتھر ہے۔ یہ جس کے سر پر پڑے گا وہ بھی چکنا چور۔ اور جو اس پر پڑے گا وہ بھی چکنا چور۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فانتظر انی معکم من المنتظرین۔

اور اس آریوں کے مولوی مرتد غلام حیدر کی لیاقت علمی اور واقفیت اسلام کا تو اسی سے پتہ بآسانی لگ سکتا ہے۔ کہ اپنے چند ورق کے اشتہار میں جو حدیث اس نے بیان کی ہے اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کی زندگی میں امام حسن و امام حسین کا موجود ہونا بیان کیا ہے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ میں جا کر ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غلام حیدر صاحب کو اسلام کی کس قدر واقفیت ہے اور بات کے سمجھنے کی کہاں تک لیاقت ان میں پائی جاتی ہو۔ قدرت خداوندی عجیب ہے۔ کہ جو شخص ایک روائت کے صدق و کذب کے متعلق اتنی عقل نہیں رکھتا۔ کہ جس زمانہ میں امام حسن و امام حسین کا ذکر کر رہا ہے اس زمانہ میں حضرت علی کی ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی۔ وہ شخص محقق مذاہب ہونے کا مدعی بنتا ہے۔ غالباً ایسی روائت کو پیش کرنے کیوقت سیتہ دیو بھادر نے اس بدھی سے کام لیا ہے جس کے رو سے نیوگ ایک پاکیزہ گُر قومی ترقی کا بتلایا جاتا ہے۔

---

## حمید احمد سلمہ اللہ الاحد

اللہ تعالیٰ کا قادیان جیسے گاؤں میں جسے قریب چالیس سال قبل ازیں کوئی جانتا بھی نہ تھا اپنے مکالمہ سے مشرف کرنے کے لئے ایک راستباز کو چن لینا خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص اور اس کا خاندان خدا تعالیٰ کے خاص انعامات کا مورد ہو گا۔

اس نے اس کی زبان پر جبکہ وہ اکیلا تھا کئی سال پیشتر فرمایا ادیحاک ولا اجیحاک اور فرمایا تری نسلاً بعیدا اور فرمایا۔ اخرج منک قوما اور فرمایا ینقطع عن ابائک ویبدء منک۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس ذات بابرکات نے اپنے مسیح موعود کو اپنی رحمتوں سے نوازا۔ نیک صالح۔ دین کی تڑپ رکھنے والے اور ہونہار لڑکے دئے۔ اور پھر ان کو بھی اولاد بخشی۔ چنانچہ ۹ جون کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے یہ وہی صاحبزادہ صاحب ہیں جن کے لئے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۶ میں خدا نے فرمایا یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتی سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب۔ اور یہ بھی کہ وہ ایک یوم میں ایسا بڑھے گا جیسا کہ ہفتوں میں اور ہفتوں میں ایسا جیسا کہ مہینوں میں۔ چنانچہ آپ اس سولہ سترہ سالہ عمر میں واقعی طور پر اپنی ہیئت کے لحاظ سے ایسے بڑے ہیں کہ بایدو شاید (زادہ اللہ بسطۃ فی الجسم والعلم) اب خدا نے آپکو فرزند عطا فرمایا۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ الٰہی تیرے برگزیدہ نبی کا خاندان بڑھے۔ پھولے۔ پھلے اور تمام جہان کے لئے اور تمام جہان پر محبت ہو ہم حضرۃ ام المومنین کی خدمت میں نہائت مسرت و ابتہاج کے ساتھ مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی نیم شبی دعائیں اس مبارک خاندان کے ساتھ ہوں۔

الملتمس - بدر قادیان - (گورداسپور)

## مولوی ثناء اللہ صاحب کا عقیدہ متعلق دروغگوئی

الجدیث میں کئی ایک دفعہ ہم سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ہم اس بات کا ثبوت دیں۔ جو انجمن صادقین کے بانی نے ایک مقدمہ کی اثناء شہادت میں کہی۔ اور وہ یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مذہب میں جھوٹ بولنے سے انسان تقوے کے دائرے سے باہر نہیں نکل جاتا۔ سو اس کے لئے ہم بالکل تیار تھے۔ مگر ہم نے اپنے ایک ہمعصر کی پردہ دری نہ چاہی۔ اور نہ چاہا۔ کہ انجمن صادقین کے بانی کا اصل عقیدہ ظاہر ہوکر اس کی ندامت کا موجب ہو کیونکہ بقول میر قاسم علی صاحب ممکن ہے۔ اس نے اپنے پہلے خیال سے رجوع کر لیا ہو مگر مولوی ثناء اللہ کے بار بار اپنے اس پورانے طرز کو اختیار کرنے کے اور باوجود اس کے پھر بار بار مطالبات کرنے سے ہم مجبور ہوئے ہیں۔ کہ مسل مقدمہ سے "مولوی فاضل" کے اصل الفاظ نقل کریں۔ اگرچہ مندرجہ ذیل تحریف ہی اس صداقت آپ کے دلی عقائد کا اظہار کرنے والی ہے آپ لکھتے ہیں۔ اوڈیٹر بدر نے لکھا ہے کہ ایڈیٹر اہلحدیث نے عدالت میں بیان دیا ہے۔ کہ "جھوٹ بولنے سے تقوے میں فرق نہیں آتا"۔ حال میں مورخہ ۱۹ مئی (بدر) میں ہی یہی لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سفید بلکہ سیاہ جھوٹ ہے کیونکہ ۱۹ مئی کے بدر میں یہ الفاظ ہیں۔ "اُن کے عقیدہ میں جھوٹ بولنے سے انسان تقوے کے دائرہ سے باہر نہیں نکل جاتا"۔ اور اس کا ثبوت ہم آپ ہی کے حلفی بیان سے دیتے ہیں۔

## نقل حلفیہ بیان مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

### درعدالت لالہ اتمارام صاحب سابق مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور

"نماز پڑھنے والا۔ زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے۔ قرآن کا کوئی حکم توڑنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے دروغگو میں اگر اور اوصاف شرعیہ ہیں۔ تو وہ ایک معنے میں متقی ہو سکتا ہے۔ (قرآن حمائل ترجمہ نذیر احمد) اس کے ۸۰ صفحے پر جن متقیوں کا ذکر ہے۔ وہ یہ ہیں۔ صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور خدا کی تابعداری* کرنیوالے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے اور صبح کیوقت بخشش مانگنے والے یہ تمام صفات اس متقی میں ہونی چاہیئے جس کا ذکر اس آیۃ میں ہے۔ یہ خاص متقی ہیں۔ اگر ان صفتوں میں سے کوئی صفت جاتی رہے۔ تو ان معنوں میں متقی نہ ہوگا۔ یہ تعریف قرآن کے خاص اس قسم کے متقیوں کی ہے جن کا ذکر اس میں ہے۔ قرآن کی پہلی آیت میں جو متقی ہیں اور اس آیت میں جو متقی ہیں ان میں فرق ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولکر پہلی آیۃ کے معنوں میں متقی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اور احکام کا پابند ہو۔ اگر ہمیں اوس کے دیگر احکام کی پابندی کا علم نہیں ہے تو ہم اسے متقی سے الگ نہیں کر سکتے۔ جھوٹ بولنا ہر حالت میں ایک معنے سے منع ہے۔ یعنے گناہ ہے فاسق ایک معنے سے متقی ہو سکتا ہے۔ جھوٹ فجوری یعنی گناہ فاسق ایک معنے سے متقی ہو سکتا ہے۔ جھوٹ فجوری یعنی گناہ فاجر کا مادہ فجوری کاذب ایک معنے میں فاسق ہے ایک شخص بر اصل تقوے حاصل کرکے کریم شریعت میں کہلا سکتا ہے۔ میں شرعی حیثیت سے کہوں گا۔ ایک شخص شریف الطرفین تقوے چھوڑ کر میرے علم میں لئیم نہیں ہے۔ شرعی لحاظ سے کریم نہیں ہوتا۔ شرعی احکام کے لحاظ سے لئیم ہوگا۔ بشرطیکہ اس میں کل عیب شرعی پائے جاویں۔

دروغگو جعلساز۔ بہتان باندھنے والا۔ افترا باندھنے والا دغا دینے والا ایک معنے سے متقی ہے بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو۔

---

## بدر کا جواب لیجئے

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے پرچہ مورخہ ۲۰ رمئی سنہ ۱۹۱۱ع میں حضرت اقدس مسیح موعود مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار کا ذکر کرتے ہوئے جسمیں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ دعا کے ذریعہ فیصلہ لکھا گیا تھا سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ فیصلہ کیا ہوا۔ اور اس مضمون کی سرخی یوں جماتے ہیں کہ "بدر قادیانی جواب دے"۔ سو سننا چاہیئے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جناب مولوی ثناء اللہ صاحب کے آگے فیصلہ کی یہ آسان راہ پیش کی تھی۔ کہ اسلامی طریقہ کے مطابق دعا کے ذریعہ سے یہ جھگڑا اسطے پائے اور کاذب صادق کی زندگی میں مرجائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مولویصاحب موصوف نے اور ان کے ساتھیوں نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا تھا۔ کیونکہ ہر ایک انسان اپنے مسلّمات سے قائل کیا جا سکتا ہے نہ کہ دوسرے کے مسلمات سے۔ چونکہ ان دنوں میں مولوی صاحب موصوف نے اپنے مطبع اہلحدیث میں ایک اشتہار چھپوا کر شائع کرایا تھا۔ اور اس میں حضرت مرزا صاحب کے اشتہار کا جواب دیتے ہوئے ایسا لکھا تھا کہ کسی سے پیچھے تک زندہ رہنا کوئی ثبوت صداقت کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حرامزادے کی رسّی دراز ہوتی ہے۔ پس جبکہ اس اشتہار میں مولوی صاحب موصوف نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ ان کا عقیدہ درازی زندگی کے متعلق کیا ہے اسواسطے خدا تعالیٰ نے بھی چاہا کہ انھیں اور ان کے ہمخیال جماعت کو ان کے عقائد کے مطابق سمجھا دیا جاوے۔ کہ حرامزادہ کون ہے۔ یہ ہے بدر قادیانی کا جواب مختصر الفاظ میں۔ امید ہے کہ مولویصاحب موصوف کی سمجھ میں آجائیگا۔ اور ہمیں اور زیادہ تفصیل کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

---

## ہمارا امام

(از غلام مرتضےٰ ہمبڑان لوٹیا)

دنیا میں اب امان اہل زمین بھی ہے | اور بام آسماں کی حبل المتین بھی ہے
اسلام گر ہے خاتم اُسکا نگین بھی ہے | قندیل آج زیر عرش برین بھی ہے

ہاں نور دین بھی ہے وہ نور دین بھی ہے

جب چار سو جہان میں اندھیر چھا رہا تھا | تجدید کی بناؤں پہ غیب کا تھا پردا
سالار اہل تقوےٰ تھا جو ازل سے اپنا | اللہ رے فراست اسکو وہ نور تا کا

پھر قطب بن کے چمکا وہ نور دین ہی ہے

باطل کا وہ تلاطم وہ رات کالی کالی | آئی تھی وہ ہی بھیجی سورہ کے صورت ہادی
گرداب وہ غضب کے موجیں وہ اک بلا کی | کشتی نوح ثانی جس پر تھی آکے ٹھہری

ایقان کا وہ جودی وہ نور دین ہی ہے

جب آسمان سے نازل ہم میں ہوئے مسیحا | وہ کون دو ملک تھے جن کو دیا تھا کندا
عبدالکریم لیڈر تھا ان میں اک ہمارا | پر دوسرا جو خود اس پیکر کا رہ نما تھا

ہے کون بھول سکتا وہ نور دین ہی ہے

محشر کا اک نمونہ تھا زلزلہ جو آیا | محشر ہنگ وہ ہم سے جاتا نہیں بھلایا
اک یاس کا تھا عالم سب سو نہیں چھایا | ہاں قدم صدق جس کا ذرہ نہ ڈگمگایا

اُٹھا ہمیں اٹھایا وہ نور دین ہی ہے

موسائیوں کو جو صدقے کی سرزمیں میں لایا | حواریوں کو اس نے گرتے ہوئے بچایا
پھر کو وہ صدق ہوکر اسلام کو جمایا | قدرت خدا کی ثانی بنکر وہ ہم میں آیا

لاریب حق کا سایہ وہ نور دین ہی ہے

اے جانشین عیسے جاں بخش لب ہلا دو | فائز ترا گدا ہے تو اس کو وہ دعا دے
ہر ذرہ اسکی ہستی کا تجھ میں جو مٹا دے | اک جلوہ شان وحدت کا اسکو بھی دکھا دے

ہاں نور دین بھی ہے وہ نور دین ہی ہے

---

**در ثمین۔** دوبارہ چھپ رہی ہے۔ پچھلا ایڈیشن سب ختم ہو چکا۔ اسواسطے تعمیل درخواستوں کی کچھ عرصہ تک نہیں ہو سکتی

* مولوی فاضل کی علمیت کا نمونہ تابعداری یعنے فرمانبرداری۔

# تعلیم قرآن کریم

## حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر سرگودہ میں ٭

قرآن کریم ہی ایک نسخہ ہے۔ جسکو بارہا استعمال کیا گیا ہے اب بتلاؤ کہ اس نسخہ کے استعمال سے کوئی فائدہ ہوا یا نہیں دنیا میں جس قدر اسباب ترقی کے ہوتے ہیں اور ان سے انسانی ترقی حاصل ہو سکتی ہے کیا وہ سب کے سب قرآن کریم میں موجود ہیں یا نہیں۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ صرف قرآن کریم ہی دنیا بھر میں محفوظ کتاب ہے اور اس کی زبان عربی ہی دنیا میں موجود اور محفوظ زبان ہے اور سیکھنے کے واسطے بالکل آسان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ قرآن کریم ایک جاٹ کے لئے بھی ویسا ہی آسان ہے جیسا کہ ایک عالم فاضل کے لئے۔ نہ وید کیطرح اسکی ایسی زبان ہے جس کے حصول کیواسطے بقول آریہ صاحبان پورے تیس سال کوشش کرنی پڑے تب وہ وید کی شُرتی سمجھنے کے قابل ہو نہ توریت کیطرح محرف و مبدل ہے نہ انجیل کیطرح کہ جس کی بابت بعض عیسائیوں نے مانا ہے کہ اسکی صرف چار آئتیں محفوظ ہیں۔ خدا کے فضل سے صرف یہ ایک کتاب قرآن کریم محفوظ اور آسان ہے۔ ہاں اس میں ایسے ایسے اعلےٰ درجہ کے حقائق و معارف بھی ہیں۔ جو بڑے بڑے دانشمندوں کی عقلوں کو چکر میں ڈالتے ہیں۔ مگر ترقی کرنے کے لئے اور فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی امر مشکل نہیں۔ تحت اللفظ ترجمہ پڑھ لو اور اس پر عمل کرنے لگ جاؤ۔ غرض ادنےٰ ضروریات سے لے کر بڑی سے بڑی بات تک جو ترقی کیواسطے لازم ہے۔ بجز قرآن کریم کے دنیا کی اور کسی کتاب میں نہیں پاؤ گے پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود ایسی اعلےٰ کتاب موجود ہونے کے ہم تنزل کے گڑھے میں گرے پڑے ہیں۔ صرف اسوجہ سے کہ ہم نے قرآن کریم کو پس پشت ڈالدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائینگے یارب ان قومی اتخذ وا ھذا القرآن مھجوراً۔ اے میرے رب میری قوم نے قرآن کریم کو جو ترقی معراج پر پہونچانے والی کتاب تھی۔ چھوڑ دیا۔ تمہاری یہ غلطی ہے۔ کہ تم نے مدار ترقی صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ انجمنیں بنائیں کالج بنائیں۔ مدرسہ قائم کریں۔ یونیورسٹی بنائیں۔ اگر ترقی فتح اور سرداری چاہتے ہو۔ اور ذلتوں کو دور کرنا چاہتے ہو۔ تو ان سب مصیبتوں سے نجات کا راستہ قرآن شریف ہے۔ فرقوں کے جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ ۲ / نہیں ۲ / ہزار ہو جاؤ۔ قرآن پر اتفاق کرو۔ جب تمام فرقے قرآن میں متحد ہیں۔ اور کوئی اصولی امر ایسا نہیں کہ جسمیں اختلاف ہے۔ اور ایک بات بھی ایسی نہیں کہ جو کل مومن اخوت کے مخالف ہو۔ تو پھر کس بات کا جھگڑا تنازعہ ہے۔ خدا کے لئے سوچو۔ کہ کیا قرآن شریف تمہاری اصلاح کے لئے ہے یا نہیں اور کون سے طریقے قرآن میں تمہاری اصلاح اور بہتری کے موجود ہیں کہ جن کے تم خلاف کر رہے ہو۔ منافقت یہی ہے۔ کہ جس بات پر ایمان ہو اس کو عملی طور پر نہ مانیں۔ قرآن شریف ایسی کتاب ہے۔ کہ جس نے تمام گندوں کو اور آلودگیوں کو صاف کر دیا۔ اور پستی سے بلندی پر پہونچا دیا۔ تمام کوششیں انجمنوں کی اگر درست ہیں۔ تو قرآن شریف اس کا مؤید ہے سب کچھ وہ اسمیں موجود ہے۔ قرآن شریف تمام وہ امور بیان کرتا ہے جو انسان کی اصلاح کرتے ہیں۔ ماسوائے اس کے باقی تمام کتابیں خاموش ہیں۔ اگر حقیقی اصلاح چاہتے ہو۔ اگر ترقی اور سلطنت اور سرداری اور برتری چاہتے ہو۔ تو یاد رکھو قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جس پر چلنے سے یہ سب مدارج حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر آہ آج وہ قرآن تمہارے ہاتھوں سے چھن چکا۔ تمہارے مقابل ایک قوم ہے جس کا نام آریہ ہے وہ ترقی میں تم سے بڑھی جاتی ہے حالانکہ اُن میں سے کسی ایک کے پاس بھی تمام وید موجود نہیں ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ آج سرگودہ کے ہر ایک مسلمان کے گھر میں ایک نہ ایک قرآن ضرور موجود ہوگا۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وید کسی کے گھر میں نکلے بھی۔ مگر ایک ہندو بھی ایسا نہیں نکلیگا جو اس کا پڑھنے والا اور سمجھنے والا ہو۔ مگر ادہر دیکھو کہ سینکڑوں مسلمان قرآن شریف کو پڑھنے والے اور ترجمہ کرنے والے اور حافظ ملیں گے۔ مگر باوجود اس کے نتیجہ برعکس ہے۔ وہ لوگ جو وید کو دیکھ بھی نہیں سکتے وہ تلاش کر رہے ہیں کہ اسمیں سے قابل عمل کوئی بات نکل آوے تو ہم اُس پر عمل کریں اور جہاں تک اس کو مشہور کریں بالمقابل اس کے خدا نے تمہیں ایسی کتاب دی جو بالکل آسان ہے۔ جس کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔ مگر تمہارے دلوں میں اس کی عزت نہیں رہی۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ تم کیوں پستی میں جا رہے ہو۔ اسکی وجہ وہی کفران نعمت ہے۔ جو ہمیشہ ناشکرے لوگوں کے حق میں موجب ذلت و تباہی ہوتا رہا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں حواریوں نے عرض کی کہ ہمارے واسطے آسمان سے مائدہ اترے جس کے جواب میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں مائدہ اُتریگا مگر جو شخص اسکی عزت نہیں کریگا۔ وہ ہلاک ہوگا سو خدا تعالیٰ نے اوس سے کئی درجے بڑھ کر تم کو مائدہ دیا ہے۔ مگر تم نے اس کی عزت نہیں کی۔ اس واسطے وہ الفاظ مائدہ والے تمہارے حق میں پورے ہوں گے۔ یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم نے اس کی عزت نہ کی۔ اور اس نعمت الٰہی کی ناشکری کی تو ضرور تباہ ہو گے کیونکہ تم نے قرآن کریم کو پس پشت کر دیا ہے۔ یہی قرآن کریم ایک نسخہ ہے جو تیرہ سو برس سے برتا جا رہا ہے اور جو فائدہ آج سے تیرہ سو برس پہلے اس کے استعمال سے ہو رہا ہے اگر آج بھی برتا جاویگا۔ تو وہی فائدہ ہوویگا۔ اس نسخہ کے مفید ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مگر اس سے کون لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو ڈرنے والے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یعنے اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں ہے ہدایت ہے ڈرنیوالوں کے واسطے۔ بعض نادان اعتراض کر دیتے ہیں کہ جو شخص پہلے سے متقی ہو۔ اس کو پھر ضرورت ہدایت کی کیا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ جو لوگ فطرت انسانی سے واقفیت نہیں رکھتے وہ ایسا اعتراض کر دیتے ہیں۔ ایک شخص جس کو کوئی خطرناک بیماری لگ جاوے اگر اس کو اس بیماری کا خوف نہ ہو اور وُہ اس کے علاج سے لاپرواہ ہو اور اس کو کسی قسم کا رنج وغم نہ ہو۔ پھر وہ ڈاکٹر یا حکیم کے پاس کب جا سکتا ہے۔ پھل بہری کا مرض کیوں بڑھ جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اور بیماریوں میں تکلیف اور گھبراہٹ اور درد ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہ خطرناک معلوم ہوتی ہیں اور بیمار مجبور ہو کر ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جاکر علاج کراتا ہے۔ مگر اس بیماری میں ظاہراً کوئی تکلیف یا درد محسوس نہیں ہوتا۔ جسکی وجہ سے نہ بیمار کو اس سے خوف ہوتا ہے نہ ڈر لگتا ہے اس واسطے اس کے علاج سے سہل انگاری کرتا رہتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ بیماری بڑھتی رہتی ہے اور بعض وقت جذام تک نوبت پہونچ جاتی ہے الغرض حکیم کے پاس وہی جاتا ہے۔ کہ جس کو خطرہ ہو۔ کہ یہ بیماری مجھے ہلاک کردیگی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جن کو خوف نہیں۔ وہ اس کتاب سے جو سراسر ہدایت ہے۔ کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور پھر اگر ڈاکٹر نسخہ لکھ کر بھی دیدیوے۔ تو جب تک اس پر عمل نہ کیا جاوے۔ آرام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک ہدایت پر عمل نہ کیا جاوے۔ تو وہ ہدایت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ یہ کتاب بے شک متقیوں کے واسطے ہدایت ہے۔ مگر اس سے وہی لوگ پورے پورے مستفید ہو سکتے ہیں۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہمارے دئے

خرچ کرتے ہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ غیب پر ایمان کیا؟ سو اگر غور کیا جاوے۔ تو صاف ظاہر ہوگا۔ کہ پیشتر اس کے کہ میں ڈاکٹر کے پاس جاؤں۔ میرے دل میں ایک ایمان ہوتا ہے کہ ڈاکٹر لائق ہے۔ اور مجھے اس کے علاج سے فائدہ ہوگا۔ وہ ایمان ہے جب مجھے ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہے۔ تمام امور جو دنیا میں ہوتے ہیں۔ ان میں پہلے ہی عین الیقین یا حق الیقین نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ایمان بالغیب ہوتا ہے۔ جسکی بنا پر وہ کام کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج کے لیکچر میں کون چیز ہے۔ جو آپ لوگوں کو یہاں لے آئی ہے۔ وہ ایمان بالغیب ہے۔ ہر ایک امر جو ہم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک ایمان ہوتا ہے۔ جس سے بڑے بڑے نتایج مترتب ہوتے ہیں۔ ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جو بچہ مدرسے جاتا ہے۔ اس کے باپ کے دل میں ایک خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ لڑکا علم حاصل کرکے ترقی کریگا اور بڑے بڑے عہدے حاصل کریگا۔ مگر اس کو یقین نہیں ہوتا بلکہ دیگر لوگوں کے تجارب سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ آج جو ایک ہیلی ستارہ نظر آرہا ہے یہ ہر ۷۵ سال کے بعد دیکھا جاتا ہے اس سارے علم کی بنیاد ایک ایمان بالغیب ہے وہ لوگ جو علم ہندسہ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اسکی بنا ایک نقطہ اور خط سے شروع ہوتی ہے جسکی یہ تعریف ہے۔ کہ وہ نقطہ ہے جس کا کوئی طول و عرض نہ ہو یعنے جسکی کچھ مقدار نہ ہو۔ اور خط وہ ہے۔ جو صرف طول ہو۔ بغیر عرض کے۔ اگرچہ نقطہ اور خط کی تعریف ایک مبتدی کے ذہن میں اچھی طرح سے نہیں بیٹھ سکتی۔ مگر پڑھنے والے کو اصول متعارفہ کے طور پر ایک بات سکھلائی جاتی ہے۔ وہ بالفرض کے طور پر تسلیم کرکے چلتا ہے۔ اور پھر طرح طرح کے نتایج اس کے ذریعہ سے حاصل کرلیتا ہے آج ہندسہ نے جو ترقیات کی ہیں وہ سب اس ایک نقطہ سے شروع ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک نسخہ ہے اون کے لئے جو ڈرنے کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ ایک ڈاکٹر کے علاج سے وہی بیمار فائدہ اٹھا سکتا ہے جو پہلے اس کے ڈاکٹر ہونے پر ایمان لاکر اس کے پاس آتا ہے۔ اور پھر اس کے بیان کردہ نسخہ کو استعمال کرکے صحت یاب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس نسخہ سے فائدہ اٹھانے کے واسطے بھی ضروری ہے۔ کہ پہلے انسان اپنے روحانی امراض سے خوف زدہ ہوکر علاج کرانا چاہے اور پھر اس نسخہ کے مفید ہونے پر ایمان بالغیب لاکر اس کو استعمال کرنا شروع کردیوے۔

میرے دوستو! تمہارا ایمان تو اب شہود کے رنگ میں آگیا۔ غیب نہیں رہا۔ تمہارے بزرگوں نے پہلے اس نسخہ کو آزمایا۔ اور پھر وہ کیا سے کیا ہوگئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اللّٰھُمَّ مالکَ الملکِ تؤتی الملکَ من تشاءُ وتنزعُ الملکَ ممن تشاءُ وتعزُّ من تشاءُ وتذلُّ من تشاءُ بیدکَ الخیر۔

تمام ملک خدا کا ہے جس کو چاہوں ملک دیدوں اور جس سے چاہوں لے لوں۔ جسکو چاہوں عزت دوں اور جسکو چاہوں۔ ذلیل کروں۔ مگر میں خیر کے ساتھ حکومت کر رہا ہوں اگرچہ جو کچھ خدا چاہے۔ وہی کچھ کرتا ہے۔ مگر اس کا ہر ایک کام کسی نہ کسی اصول کے ماتحت ہوتا ہے۔ خدا حکیم ہے اس کا قانون ہے۔ جو کبھی اور کسی صورت میں تبدیل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا جب وہ کہتا ہے کہ جسکو چاہوں ملک اور بادشاہی دے دوں اور جسکو چاہوں عزت دوں اور جسکو چاہوں دولت دوں یہ میرا فضل ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی وہ ایک کتاب بھیجتا ہے کہ جس پر چلنے اور عمل کرنے سے وہ بادشاہی اور عزت اور دولت اور جاہ و حشمت حاصل ہوسکتے ہیں۔ پھر جو لوگ اس کتاب پر عمل کرتے ہیں انکو اس مقررہ قانون کے ماتحت بادشاہی اور عزت وغیرہ انعامات عطا کئے جاتے ہیں۔

دوستو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جبکہ سلطنت اور جاہ و حشمت اور عزت سب کچھ قرآن پر چلنے والوں کے واسطے ہے پھر تم کیوں اس پستی اور ذلت کی حالت کو پہونچ گئے ہو۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ اس قوم نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اور پس پشت ڈالدیا ہے جھوٹا ہے وہ جو کہتا ہے کہ فقیری ہی اسلام ہے۔ اگر یہی درست ہوتا۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہوتے وہ تو بادشاہ تھے۔ وہ کروڑوں روپوں کے مالک تھے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ بہت سا مال بیت المال میں پڑا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقسیم فرمارہے ہیں۔ ابن عباس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے مال دو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ چادر ڈال دو ابن عباس چادر پر مال ڈال کر اٹھاتے ہیں۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ اور ڈال لو۔ اور جسقدر اوٹھا سکتے ہو۔ لیجاؤ۔ آپ خیال کرسکتے ہو کہ کس قدر دولت تھی۔ ایک یہودی آپکے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے پاس اسقدر مال اور غلہ اور بھیڑیں ہیں کہ تو ایک خاصہ مالدار اور دنیادار ہے آپنے اس حریص دل کو دیکھا۔ اور نیت کو معلوم کیا۔ فرمایا کہ تیرے لئے یہ بہت عزیز ہے۔ جا سب کا سب تجھے دیدیا الفقر فخری اسی کا نام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کروڑوں روپیہ دوسرے لوگوں کو دے دیا۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ یبسطُ الرزق لمن یشاءُ۔ اللہ تعالیٰ رزق فراخ کردیتا ہے جس کا چاہتا ہے اب بتلاؤ کہ کیا تمہارے پاس مال و دولت سلطنت علم و فضل ہے۔ جب نہیں تو یہی وجہ ہے کہ تم نے وہی نسخہ کیمیا استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ مگر تم اب بھی اسکا استعمال کرنا شروع کردو۔ تو وہی سب کچھ موجود ہوسکتا ہے۔

ایک قوم دنیا میں آئی جس کا نام یہود تھا۔ انھوں نے توریت کو چھوڑ دیا۔ ان پر ذلت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ۔ ذلت کے معنے مسکینی ہونا۔ مسکینی کا نام ہے زمین والا نہ ہونا۔ غور کرو۔ کہ وہ ذلت کے آثار جو یہودیوں کا حصہ تھا۔ آج وہ کس میں پائے جاتے ہیں۔ اس رنگ میں ہم صاف یہودی ہیں۔ اونھوں نے توریت کو پس پشت ڈالدیا۔ ہم نے بھی قرآن کو پس پشت ڈالدیا۔ سوچو کہ کس قدر تم میں سے قرآن کریم کو جانتے ہیں اور کس قدر ہیں۔ جو اسپر عمل کرتے ہیں۔

الغرض میری غرض یہ تھی کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی ترقی قرآن کو پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو عطا کرتا ہے ہم بڑی تباہی کی حالت میں پہونچ گئے ہیں۔ اب ہماری خواہش ہے کہ اس کھوئی ہوئی دولت کو حاصل کریں۔ مرض تو ہم سمجھ گئے ہیں اور مرض نے ہم کو دکھ بھی دیا ہوا ہے۔ دوستو! اب اگر اس مرض کے واسطے کوئی حقیقی نسخہ ہے۔ تو یہی ہے۔ اسی نے پہلے بھی صاحب عزت بنایا تھا۔ اسی نے صاحب جاہ و حشمت و صاحب دولت و ثروت بنایا تھا۔ یہی اب بھی اوس کمال کو پہونچائے گا۔ وہ سب تجویزیں جو ہمارے دوست کررہے ہیں۔ وہ سب قرآن کریم میں موجود ہیں۔ درد اس بات کا ہے۔ کہ ہم باوجود بیمار ہونے اور اس کے مجرب ہونے پر یقین کرنے کے اس پر عمل نہیں کرتے۔ میں آپ کی خدمت میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر تم دنیا اور آخرت میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس پر عمل کرو۔ اگر آگے نہیں۔ تو آیندہ ہی سہی۔ اگر قرآن کریم کے حکموں پر کاربند ہوجاؤگے۔ تو خدا تعالیٰ تم کو اون فضلوں کا وارث کردے گا۔ جو تم میں نہیں ہیں۔

شاید آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ آیا واقعی قرآن کریم ایسا ہی ہے یا کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایمانی رنگ ہو جو خوش اعتقادی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اگر آپ اس پر غور کریں گے اور عمل کریں گے تو میرے اس بیان کو واقعی درست پائیں گے۔ اور

قرآن شریف کو دین اور دنیا کی جملہ ضروریات کا رہنما تسلیم کرینگے صبح اور شام کے ضروریات پر غور کرو۔ کھانے پینے سونے جاگنے کو دیکھو۔ عورتوں۔ بچوں۔ والدین کے تعلقات کے متعلق چلنے پھرنے کے متعلق۔ دوستوں کے متعلق۔ تجارت کے متعلق تم حاکم ہو سلطنت کرتی ہے۔ زمیندار ہو۔ فوج کے افسر ہو جنگ کا معرکہ ہو مسکین ہو یا بادشاہ وقت ہو۔ غرض دنیا کی کوئی حالت ہو۔ جس میں وہ کام کرتا ہے اسمیں ایک نہ ایک ہدایت کی ضرورت ہے۔ وہ کتاب جس کا نام قرآن کریم ہے۔ یہ دعوے کرتی ہے۔ کہ تمہاری ہر ایک ضرورت کے متعلق ہدایات مجھ میں موجود ہیں۔ یہ باتیں آپ نہ وید میں پائیں گے نہ توریت میں نہ انجیل میں پائیں گے۔ اگر ایک مادر زاد ننگا افریقہ کا باشندہ ہے۔ تو اوس کو بھی قرآن کریم ہی تعلیم دے گا اور اگر ایک مہذب انسان ہے۔ تو اس کو بھی قرآن کریم ہی سبق دے گا۔ قرآن کریم نے لباس کے آداب اور السلام علیکم کے آداب اور مجلسوں اور رشتوں کی حلت و حرمت کے آداب بیان کئے ہیں ان باتوں کو اونہوں نے اپنی کتابوں میں نہ پاکر کہہ دیا۔ کہ قرآن کریم نے ایسی ایسی معمولی باتیں کیوں بیان کر دی ہیں۔ اور ایسی عام فہم باتیں بیان کرنے گویا انسانی عزت پر حملہ کیا ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس میں ایک کمال ہے۔ کہ اگر دنیا میں ادنے درجے کے لوگ بھی موجود ہیں۔ تو اون کے واسطے ہدایت موجود ہوگی۔ جو لوگ یوگنڈا میں گئے ہیں اور انہوں نے مادر زاد ننگے آدمی دیکھے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہاں کس قسم کے لوگ ہیں۔ جنکو نہ لباس سے تعلق ہے اور نہ شرم اور حیا سے واقف ہیں نہ حلال حرام کی تمیز ہے بلکہ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میرے ہاں سو بچے ہیں۔ اگر ایک یہودی۔ عیسائی۔ آریہ۔ مسلمان افریقہ میں چلے جاویں۔ اور اون لوگوں کو مخاطب کرکے اپنی اپنی کتابوں سے اون کے مناسب حال تعلیم دینا چاہیں۔ تو بتاؤ کہ کون سی کتاب کامیاب ہو سکتی ہے۔ نادان غلطی سے کہتا ہے کہ قرآن کریم کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ایک طرف افریقہ کی وحشی اقوام کو دیکھا جاوے جنھوں نے باوجود انسان ہونے کے ابھی تک حیوانی حالت سے آگے ترقی نہیں کی۔ اور ایک طرف یورپ کے مہذب لوگوں کو دیکھا جاوے۔ جو مختلف مدارج سے دنیا کی ترقی پر پہونچے ہوئے ہیں۔ تو کامل کتاب وہ ہوگی جو تمام ان مدارج کو طے کرکے ادنے حالت سے اعلے حالت تک ترقی کرا دے گی۔ تم خواہ کس درجہ کے انسان ہو قرآن شریف تم کو ایک نہ ایک قانون حسب ضرورت دیگا آپ قرآن کو دیکھیں۔ تو آپ کو ہر ایک بات کی ضروری تعلیم ملے گی۔

ایک بات کہتا ہوں۔ وہ معاشرت کی ایک بڑی ضروری بات ہے۔ میری غرض اس معاشرت کی ہے۔ جو بیوی سے بچے سے کرنی پڑتی ہے۔ اگر میاں بیوی کا آپس میں سلوک نہ ہو۔ تو وہ گھر دوزخ کا نمونہ ہوتا ہے۔ ؎

زن بد در سرائے مرد نکو ٭ ہم دریں عالم است دوزخ او

کا مسئلہ آپ جانتے ہیں۔ پھر جو ہماری اولاد ہوتی ہے۔ وہ ہمیں کس قدر مصیبت میں ڈالتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے نیک ہوں۔ مگر کتنے ہیں جو اسبات سے خوش ہوتے ہوں گے اور اسکی پیدائش کے وقت طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ پھر شادی کے موقعہ پر روپیہ خرچ کرکے ایک بہو کو لاتے ہیں۔ جب وہ گھر آجاتی ہے۔ تو دوسرے دن فساد شروع ہو جاتا ہے۔ وہ ساس جو اس کے آنے پر ہزارہا خوشیاں مناتی اور مبارکباد قبول کرتی تھی ایک ہفتہ بعد اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ جو لڑکے عورتوں کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے ماں باپ محتاج ہو جاتے ہیں۔

اس سے کوئی قوم خالی نہیں۔ خدا کی کتاب میں کم از کم اس قسم کی تمام باتیں ہونی چاہئیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے ہمارے گھر جو کہ دوزخ کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح ہو جاویں۔ یوروپین لوگوں میں ہم ایک بات دیکھتے ہیں۔ کہ خاوند اور بیوی کو اون کے ہاں ایک خوشی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ شادی کرتے ہی ماں باپ سے الگ ہو جاتے ہیں مگر اون کے ماں باپ تکلیف میں ہوتے ہیں آپ لکھوکھہا روپے کے مالک ہوں۔ مگر

زن بد در سرائے مرد نکو ٭ ہم دریں عالم است دوزخ او

کی مصیبت سے بچنا تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

دیکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن شریف نے اسبارہ میں کیا ہدایت دی ہے۔ قرآن کی دعاؤں میں ایک فلسفہ ہے کہ ایک چیز خدا سے طلب کی جاتی ہے۔ مگر اس کے اسباب تیار کرنے کیواسطے ترغیب ہوتی ہے۔ ایک دعا پڑھتا ہوں۔ فرمایا۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماماً۔ اے مولا ہم کو اولاد دے۔ صرف اولاد ہی نہیں۔ بلکہ ان میں ایسے عادات پیدا کر دے۔ کہ وہ قرة اعین ہوں۔ اس اولاد سے کیا فائدہ جو بدکار ہو بدکردار ہو۔ بیفرمان ہو۔ بلکہ وہ اولاد عطا فرما۔ کہ جو متقی بنیں اور ہم ان کے امام ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ اولاد تمہاری متقی ہو۔ تو تم ان کے امام بنو۔ اگرچہ کتابیں پڑھنا بھی ایک حد تک اخلاق درست کرتا ہے۔ مگر اخلاقی طور پر ایک نیک نمونہ بن کر اولاد کے حق میں مجسم سبق بننا سب سے زیادہ مفید ہے۔ اس دعا میں گویا یہ سکھلایا گیا ہے۔ کہ اگر تم اولاد کو نیک بنانا چاہتے ہو تو پہلے تم خود نیک بنو۔ اور عمل سے اپنے آپ کو اون کا امام بناؤ۔ اگر تم متقی ہوگے۔ تو تمہارے بچے نیک ہوں گے شرابی کا بیٹا شرابی ہوگا۔ بدکار کا بیٹا بدکار ہوگا۔ ہاں البتہ خاص طور پر ابراہیمی فضل ہونا علیحدہ امر ہے۔ حدیث میں فرمایا ہے اکرموا اولادکم۔ یعنے اپنی اولاد کی عزت کرو۔ یہ ایک عجیب گر ہے۔ کہ جس کے ذریعہ سے اولاد اعلے درجہ کے کیرکٹر کی پیدا ہو۔ یوروپین نے لکھا ہے۔ کہ بڑی بات سیلف ریسپکٹ ہے۔ یعنے خودداری۔ جب انسان کو یہ خیال ہو کہ میری عزت ہو۔ تو خود وہ سامان کرتا ہے اور طالب عزت ہو کر اسباب عزت کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ دنیا میں بھاری گر ہے۔ خودداری لیکن یہ خودداری ہماری اولاد میں کس طرح پیدا ہو۔ اس طرح کہ تم اپنی اولاد کی عزت کرو۔ جب تم خود اون کی عزت کرنے والے ہوگے۔ تو پھر وہ کسی اور سے کب بے عزتی کا لفظ سن سکیں گے خودداری کا مادہ خدا نے ہر ایک انسان کو دیا ہوا ہے جو بتدریج بڑھ بھی سکتا ہے اور گھٹ بھی جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کی نگاہ میں بے عزت ہو اور اس سے بُرے کلمات سنکر برداشت کر لیوے۔ تو بھی اگر وہ کلمات اس کا بھائی کہے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ اور پھر اگر بھائی کہے تو سن لیتا ہو۔ مگر دوست کی زبان سے نہیں سن سکتا۔ اور اگر دوست سے سن سکتا ہے۔ تو اہل محلہ اگر کہے۔ تو ناراض ہو جاتا ہے۔ اور اگر اہل محلہ سے سن لیتا ہے۔ تو اہل شہر کہہ دیوے تو برداشت نہیں کرتا۔ غرض اس طرح پر ملامت اور بے عزتی کے کلمات سنتے سنتے سیلف ریسپکٹ کا مادہ بتدریج گھٹ جاتا ہے اور جوں جوں اخلاقی رعب دور ہوتا ہے اس کا خودداری کا خیال کم ہوتا جاتا ہے۔ اگر شروع میں باپ ہی بیٹے کی عزت کرے تو پھر وہ بے عزتی کا لفظ اپنے بھائی یا دوست یا غیر سے نہیں سن سکتا۔ جس چشمہ سے اس کو عزت آوے گی اس چشمہ سے وہ بے عزتی کو قبول نہیں کرے گا۔ جب وہ خوددار ہوگا۔ تو وہ تمام سامان اپنی عزت کے پیدا کریگا۔ یہ دو اصول قرآن اور حدیث کے ہیں اور مجھے بڑی خوشی ہے۔ کہ یہ اصول اسلام کے ہیں۔ مگر غور کرو۔ کہ تم میں سے اس پر کسی کا عمل ہی ہے اولاد کے ساتھ کیسی بے پرواہی سے ہم برا سلوک کرتے ہیں ایک

ضروری نوٹ ۔ زنانہ ۔ اسلام [illegible] مضمون سے [illegible] جواب ۱۳ [illegible]

مفلس اور قلاش کے ہان جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اگر اس مین خودداری پیدا ہو جاوے تو وہ بڑا عظیم الشان انسان ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی کئی مثالین تمہارے سامنے ہین۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ کس کس قسم کے مسکین اور غریب اور معمولی درجہ کے انسان کتنے بڑے دولتمند اور عالم اور فاضل اور با اخلاق اور اعلےٰ درجہ کے انسان ہو گئے (نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم اورنگزیب بھی قصبہ چنیوٹ کے ایک بالکل معمولی حیثیت کا بیٹا تھا بچپن کی عمر مین کھیلنے والے لڑکون نے کسی بات پر ناراض ہو کر اس کو خوب مارا۔ یہ روتا روتا باپ کے پاس فریاد لایا اس نے بھی بجائے دادرسی کرنے یا پیار دلاسا کرنے اسی کو مارنا شروع کیا۔ سعد اللہ سعید الفطرت اور باغیرت تہا۔ اس قدر ذلت برداشت نہ کر سکا۔ غصہ کے جوش مین گھر سے نکل پڑا۔ اور لاہور سے ہوتا ہوا تحصیل علم کر کے دہلی ہو پہنچا۔ اور ترقی کرتے کرتے وزیر اعظم ہو گیا (راقم الحروف) یہ تو پرورش اولاد کے متعلق ہدایت ہے۔ اگر آپ معمولی ترجمہ پڑہین گے۔ اور غور کرین گے۔ تو کئی اصول قرآن شریف مین بہرے پڑے ہین۔ اگر تم ان اصولون کے مطابق عمل کرو۔ تو دیکھو۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ مین مسلمان اعلےٰ درجہ کے مقتدر انسان ہو جاوین گے۔ طریق معاشرت کے متعلق دوسرا اصول وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً و یجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً کا ہے۔ دیکھو عورتون کے ساتھ بڑا نیک سلوک کیا کرو۔ انکی تمام ضروریات کو پورا کرو ممکن ہے کہ انمین کوئی نقص یا بدمزاجی یا بدصورتی وغیرہ ہو۔ کہ جسکی وجہ سے تم کو کراہت ہو جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ اس مین تمہارے واسطے کوئی بہتری کر دیوے۔ اگر تم بموجب اس حکم قرآنی کے اوس نقص کو مکروہ نہ سمجہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اس کو خیر کثیر کر دیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ۔ یعنے تم مین سے بڑے سے بڑا وہ ہے۔ جو اپنی عورت کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ بے شک عورت ناقص العقل ہے اور اس کے قوےٰ مردون کی برابری نہین کر سکتے۔ چنانچہ حدیث شریف مین آتا ہے کہ دوزخ مین زیادہ تر حصہ عورتون کا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ عورت مین عموماً ایک عادت ناشکری کی ہے۔ کہ خواہ اس پر کس قدر ہی احسان کرتے رہو جب کبھی مرد پر ناراض ہو گی۔ تو کہدیگی۔ کہ تم نے تو کبھی میرے ساتھ نیک سلوک کیا ہی نہین ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے باوجود ان کے ان تمام جبلی نقائص کے مردون کو حکم فرمایا ہے وعاشروھن بالمعروف۔ اب مین سوال کرتا ہون۔ کہ ہم نے عورتون کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ بچہ پیدا کرنے کی مشین یا روٹی پکانے کے واسطے خانساماں۔ یا دایہ کا کام کرنے کے واسطے نرس۔ یا گھر کا کام کاج اور مہمانون کی خاطر مدارات کرنے کے واسطے ایک لونڈی۔ سوائے ان باتون کے اور کوئی غرض ہی نہین سمجھی گئی۔ کل دنیا کا یہی حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے گھرون کو دوزخ بنا رہے ہین۔ علاوہ ازین ماں۔ باپ۔ میاں بیوی۔ بہن بہائی۔ چھوٹے بڑے سب کے سب ایک ہی گھر نہین بلکہ ایک ہی مکان مین رہتے ہین۔ اب تمہارے والدین سے ان کا نباہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے۔ کہ تمہارے گھر الگ الگ ہونے چاہئین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علیٰ انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اٰبائکم او بیوت امھٰتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخوٰتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عمّٰتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خٰلٰتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم۔

اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ منشاء الٰہی الگ الگ گھر ہونے کا ہے کیونکہ اگر خدا کے علم مین الگ الگ گھر نہ ہوتے تو اس طرح آیت مین تصریح گھرون کی نہ ہوتی۔ جس وقت تمہاری شادیان ہو جاوین۔ تو تمہاری ماں باپ اور بہنون۔ بھائیون وغیرہ کے گھر الگ ہونے چاہئین۔ اور اگر گھر نہین۔ تو کم از کم مکان ہی الگ الگ ہونے ضروری ہین۔ بدقسمتی سے ہم ہندوستان مین آ گئے۔ جہان کہ سب گھر والون کے ایک ہی جگہ رہنے کی رسم تھی۔ ہم بھی ان کی دیکھا دیکھی اکٹھے گھرون مین رہنے لگ گئے۔ اسی وجہ سے ہمارے گھرون مین ساس اور بہو اور نند وغیرہ کے باہمی لڑائی جھگڑے ہو گئے۔ اگر عاشروھن بالمعروف پر عمل کر لیوین اور گھرون کو بھی الگ الگ کر لین۔ تو آج ہمارے گھر بہشت بن سکتے ہین۔ انگریز جب شادی کر لیتے ہین۔ تو الگ الگ رہنا اختیار کر لیتے ہین۔ مگر چونکہ ان کے اصول پر چلنے سے والدین کے حقوق کا پاس نہین رہتا تہا۔ اسواسطے فرمایا۔ وبالوالدین احساناً یعنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا چاہئے۔ پھر ماں کے متعلق حدیث مین آتا ہے کہ ماں کے قدمون کے نیچے بہشت ہے۔ اور قرآن شریف مین آتا ہے حملتہ امہ وھناً علیٰ وھنٍ و فصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک۔ یعنے انسان کو اسکی ماں نے تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے اُٹہائے پہری۔ اور پھر دو برس تک دودھ پلایا۔ اسی واسطے ہم نے انسان کو حکم دیا۔ کہ جس طرح وہ ہمارا شکر کرے اپنے والدین کا بھی کرے۔ پہر آتا ہے۔ اما یبلغنّ عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما۔ وقل لھما قولاً کریماً۔ یعنے جب وہ دونون یا ایک اون مین سے بوڑہے ہو جاوین۔ تو ان کو اُف تک بہی نہ کہو۔ اور ہرگز نہ جہڑکو۔ اور اگر کوئی بات کرنی ہو۔ تو نہائت ادب اور عزت سے بولو واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربّیانی صغیراً۔ اور نہائت محبت اور خاکساری سے ان کے آگے جہکا رہو۔ اور ان کے واسطے دعا کیا کر کہ اے رب جسطرح انہون نے میری بچپن سے تربیت کی ہے تو بھی اے رب ان پر رحم کر۔ ایک طرف یہ کہا۔ اب ایک اور رشتہ رہ گیا۔ وہ خسر کا رشتہ ہے دنیا مین عجیب طرح کا معاملہ ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ زیادہ محبت کیجاوے تو ماں باپ چھوٹ جاتے ہین۔ اور اگر ماں باپ کیطرف زیادہ میلان ہو جاوے۔ تو خسر ناراض ہو جاتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ واتقوا اللہ الذی تسائلون بہ والارحام یعنے ان رحمی رشتون کی بہی عزت کرو۔ اگر ان تمام قوانین کو اپنا دستور العمل بنا لین تو ہماری دکہون کی زندگی سکھ سے مبدل ہو جاوے۔ اصلی کتاب کی یہی غرض ہوتی ہے۔ کہ اس پر چلنے سے سکھ حاصل ہو۔ یہ دو تین امور مثال کے طور پر مینے عرض کئے ہین۔ کوئی امر ہو ایک ایک نصیحت اس کے متعلق قرآن نے ہم کو سکہائی ہے۔ مین نے عرض کیا ہے کہ خدا کے سامنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شکائت کرینگے کہ ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔ میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اب بھی اس شکائت سے ہم اپنے آپ کو بچا سکتے ہین۔

ہماری قوم جنتی ہے ہمین خوشخبری دی گئی ہے۔ کہ ہم مین سے اہل جنت ہین۔ پھر ہم کیون نہ اہل جنت بنین۔ یہ کونسا فخر ہے۔ کہ ہماری کتاب ایسی ایسی ہے۔ جبکہ ہم اس پر عمل نہ کرین۔ اور عمل کر کے اس سے وہ فائدہ نہ اٹھاوین۔ کیا یہ فخر ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے گھر مین ایک ایسا نسخہ ہے کہ دنیا جہان کے امراض کو اس سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہم خود آتشک یا سوزاک سے بیمار بلکہ لاچار ہین۔

آخر مین دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمین قرآن کریم کی تعلیم کا شوق بخشے۔ اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

## وی پی آتے ہیں

بعض خریداروں نے اب تک ۱۹۱۰ء کا چندہ مرحمت نہیں فرمایا۔ اور اکثر خریدار ایسے ہیں جن کے ذمے ابھی تک ۱۹۱۱ء کی قیمت ہے۔ سب کے نام ۲۲ر جون ۱۹۱۱ء کا اخبار وی پی کیا جائیگا۔ اُمید ہے ہمارے مہربان واپس کر کے دفتر کو نقصان نہ پہونچائیں گے۔

## اسلام ہند میں

رسالہ العالم الاسلامی اپنے ایک پچھلے نمبر میں "اسلام ہندوستان میں" کی سرخی سے حسب ذیل رقمطراز ہے۔

ہندوستان کے اندر اسلام کی اشاعت ۱۰۰۰ء میں شروع ہوئی اور یہ عجیب بات ہے کہ اس دین کے پیروؤں کی تعداد ہندوستان میں اس وقت بڑھنا شروع ہوئی۔ جبکہ اسلامی حکومت پر زوال آیا اور برطانیہ کا پرچم دولت خاک ہند پر لہرایا۔ اور اس وقت اسلام کا روحانی سایہ حیرت انگیز سُرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ ۱۸۶۷ء میں تمام ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی تعداد چھ کروڑ پندرہ لاکھ تھی اور ۱۹۰۱ء میں ان کی تعداد چھ کروڑ ۳۰ لاکھ ہوگئی۔ مسلمانان ہند میں ۹۷ فیصدی اہل سنت ہیں اور تین فیصدی دیگر فرقوں کے مسلمان۔ اور اس اجمالی تعداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صوبجات برٹش انڈیا شمالی وجنوبی وغیرہ مثلاً بمبئی مدراس بنگال و پنجاب وغیرہ وغیرہ میں ۵ کروڑ ۴۰ لاکھ۔ زیر اثر نیم خود مختار ریاستوں جیسے حیدرآباد وغیرہ میں ۸۰ لاکھ۔

برٹش نو آبادیات سیلون وغیرہ میں ۲ لاکھ ۷۰ ہزار۔ جو صوبجات ہنوز مردم شماری میں نہیں آئے ہیں۔ جیسے آڑیسہ کا علاقہ ان میں ۲ لاکھ ۳۰ ہزار مسلمان ہیں۔

۳۰ ہزار مسلمان ہندوستان کی فرانسیسی نوآبادیات میں ۵۰ پرتگیلی علاقہ میں ہیں اور ۱۰ ہزار ہندی۔ ایرانی۔ عرب اور افریقی مسلمانوں کی اور آبادی بھی انہی میں شامل ہے اور خود سر ریاستوں میں مسلمانوں کی مردم شماری کی تفصیل یہ ہے۔ نیپال میں ۵۳ ہزار بھوٹان میں ۴ اور افغانستان میں ۶۰ لاکھ۔

باعتبار مذاہب مسلمانان ہند کی بڑی تقسیم شیعہ اور سُنی دو فرقوں میں ہوتی ہے۔ اہلسنت ۶ کروڑ ۶۲ لاکھ ۲۲ ہزار ۷۰۵ اور شیعہ ۲۵ لاکھ ۷۷ ہزار ۹۲۴ ہیں۔ جن کی کل میزان ۶ کروڑ ۷۵ لاکھ ۹۹ ہزار ۶۳۹ ہوتی ہے اور اگر ہم برٹش انڈیا کے صوبجات میں دو ملین مسلمانوں کی زیادتی اور بھی شمار کریں۔ تو تمام ملک ہند میں مسلمان آبادی کا شمار پورے ۷ ملین یا ست کروڑ ہو جاتا ہے۔ (وطن)

## صوفیانہ لطائف

ایک فقیر سر دریا برہنہ بیٹھا تھا بادشاہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کی۔ کہ کوئی خدمت میرے لائق فرماویں۔ آپنے فرمایا کہ مکھیاں مجھے تنگ کرتی ہیں شاہ نے کہا یہ تو میرے حکم میں نہیں ہیں۔ فقیر نے کہا کہ جب مکھیاں بھی تمہاری اطاعت سے منحرف ہیں پھر تم سے میں کیا مانگوں؟

ایک شخص نے ایک فقیر کے پاس جا کر التجا کی کہ میری آرزو ہے کہ کچھ مدت آپکے پاس رہوں۔ بجواب اس کے فقیر نے کہا کہ جب میں نہ ہوں گا۔ تو پھر کس کے پاس رہو گے۔ کہا خدا کے پاس۔ فقیر نے کہا۔ بابا جاؤ میں نہیں ہوں ابھی سے خدا کے پاس رہو۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ آپ ابلیس کو دشمن جانتی ہو یا نہیں۔ کہا یہ شغل دوست میرے دل میں دشمن کی یاد نہیں آتی۔

ایک فقیر سے پوچھا گیا کہ بھئی تنہا کیوں بیٹھے ہو کہا کہ اب البتہ تنہا ہوا۔ کہ جب تم آئے اور خدا کے ذکر سے باز رہا۔ (سماچار)

## شرائط بیعت

جس میں شرائط کے علاوہ حضرت مسیح کی تعلیم اور سوانح بھی درج ہیں ایک پیسہ۔ میں ۱۰۰ - ۸ر میں ۴۰ - فی جلد ایک پیسہ۔



## اعلان ۲۰/۲۴

لنگی پشاوری و کلاہ دہلی و کشمیری لوئی عینک جمیل کرسٹس جس بھائی کو ضرورت ہو بارعایت ار کمیشن پر مجھ سے طلب فرماویں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ رہیگا۔ قیمت پیشگی یا وی پی شرط ہے۔

المشتہر شیخ غلام نبی سیٹھی احمدی بازار کلاں راولپنڈی

خط و کتابت تار کا پتہ { دفتر اشتہار ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور } کافی ہے ۱/۲۴

سوداگروں کے لئے اپنے اشتہار تقسیم کرنے کا بے نظیر ذریعہ۔ ہیں سے روپے کمانے کی نو ایجاد ترکیب مفصل قواعد یک پیسہ کا کارڈ آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔

**بغرض شہرت و ضرورت سندات یکم ستمبر ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت**

**آب حیات!!!** امراض معدہ و امراض کان حامل تشنج وغیرہ کے لئے مفید شیشی اصل قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

**سرمہ سلیمانی!!!** امراض چشم کے لئے اکسیر وزن تولہ ۶ر رعایتی ۳ر

**بال اڑانیکا پوڈر۔** بلا کسی تکلیف کر بال اڑا نیو الا فی پڑیہ ۴ر ۲ر

نوٹ۔ خریداری سے پہلے اگر پورا اطمینان کی ضرورت ہو تو ۱۸ر کا ٹکٹ بھیجکر ادویات کے مفاد کی مفصل فہرست طلب فرماویں۔ والسلام

## کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے ہیضے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور ۱۶ر آدم ۴ر

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی ہی ہلکا پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے ذرا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور کی لیکر گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چھبیس ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی اصل دوا ہے۔ گرمی کے دست۔ پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک پانچ آنے (۵ر)

**عرق پودینہ۔** ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ عرق خالص پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اس کا رنگ بھی شل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی مانند رہتی ہے یہ عرق برمن کی اصلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے رباح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب رباح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

**ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ**

اہل اسلام کے لئے ایک نادر موقعہ

## سوانح عمری ۵/۱

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بانی اسلام

مرتبہ

"شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دہرم"

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رائے

اس پُرآشوب زمانہ میں کہ ہر ایک فرقہ خواہ آریہ ہیں خواہ پادری صاحبان دیدہ و دانستہ کئی طور سے افترا کرکے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کو بٹا لگانے کا کام بھیج رہے ہیں ایسے وقتیں آریہ قوم میں سے ایسا منصف مزاج پیدا ہونا جو برہمو مذہب رکھتے ہیں نہایت عجیب بات ہے۔ مولف کتابنے اپنی دیانتداری اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھایا ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ خرید لیں۔ قیمت بھی کم ہے کتاب ایسی مقبول ہوئی ہے کہ اب دوبارہ چھاپی گئی ہے اور قیمت غیر مجلد ۵ر اور مجلد ۸ر ہے۔

ملنے کا پتہ

مینجر براہمو پرچارک نرد پنجاب براہمو سماج لاہور

## آنکھیں بڑی نعمت ہیں

سرمہ زعفرانی۔ خصوصاً بیاض جرب ککروں کے لئے اکسیر ہے قیمت فی تولہ ۲ر سرمہ زنگاری خصوصاً جالا۔ دہند میں مفید ہو ایک دفعہ ضرور آزمائیے قیمت فی تولہ ۱۲ر محصولڈاک بذمہ خریدار۔ المشتہر احمد اللہ خان اینڈ برادرز قادیان (گورداسپور)

مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، خطبات احمدیہ، کشف الغطاء، مصفی، الصادقین، الحجۃ البالغۃ ۱۲/ ۲/ ۲/ ۲/ عمر رعایتی

# حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولانا حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

## پارہ سترہواں

بقیہ رکوع ۱۱

سورۃ الحج رکوع نمبر ۲

### مورخہ ۲۷ر اپریل ۱۹۱۰ء

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

---

(۲) وضعداری ہمارے ملک میں بہت ہی رائج ہے اس کے توڑنے کے لئے حج ہے جسمیں ایسی وضعداریاں خاک میں مل جاتی ہیں۔

### ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۰ء

بقیہ رکوع نمبر ۱۱

پھر بڑا نفع تو یہ ہے۔ کہ لاکھوں آدمی جب مل کر دعا کرتے ہیں۔ تو ضرور مقبول ہوتی ہے اور اس وقت خصوصیت سے ایک جوش اٹھتا ہے۔ (۲) کوئی مدبر کوئی حکیم کوئی فلسفی کوئی موجد کوئی عالم دنیا کے کسی حصے میں پیدا ہو۔ وہاں ضرور خبر ہو جاتی ہے کیونکہ تمام ممالک کی مخلوق کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں موجود ہوتا ہے۔

میں نے مکہ میں ایک بزرگ دیکھے کہ وہ جلد جلد عربی میں بات کرتے مگر انکی کوئی کتاب علم حدیث سے باہر کی نہ ہوتی۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ مطلب نہیں کہ مکہ میں منافع ہی منافع ہیں۔ نقصان بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر زیادہ منافع ہیں۔

ومن یعظم حرمات اللّٰہ۔ جس کو خدا نے بڑا بنایا ہے اسکی تعظیم کرو اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت چاہیئے۔

شعائر اللّٰہ۔ جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے

### مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۲۔ سورہ الحج رکوع ۴)

قربانی ایک اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا۔ کوئی مذہب۔ کوئی سلطنت۔ کوئی تمدن قربانیوں سے خالی نہیں۔

گند میں جو اجرام پیدا ہو جاتے ہیں وہ شیر چیتے بھیڑیئے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ ان کے زہر کے تریاقوں میں سے دھوپ۔ روشنی۔ ہوا ہے۔ بڑے اہتمام سے پاخانوں اور ایسے گندے مقامات کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ مگر یہی گند کھاد بن کر ایسی خوشنما عمدہ نباتات پیدا کرتا ہے۔ کہ جس کے اکثر حصہ پر انسان کی حیات کا دارومدار ہے۔

گویا یہ اجسام قربان کئے جاتے ہیں انسان کے لئے۔ پھر دیکھا جاوے تو انسان کی زندگی کے لئے کس قدر نباتات قربان کئے جاتے ہیں۔ دیل مچھلی کے لئے کس قدر مچھلیاں قربان کی جاتی ہیں۔ ادنےٰ آدمی بڑے آدمیوں کے لئے اپنا آرام اپنی صحت اپنا وقت اور اپنا جسم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فوجوں کا نظارہ ہے۔ کہ سپاہی سے لیکر افسر۔ کمانڈر انچیف تک درجہ بدرجہ بادشاہ کے لئے جان تک قربان کرتے ہیں۔

غرض یہ سلسلہ بڑا لمبا ہے اور ہر قوم میں قربانی موجود ہے اسی لئے فرمایا۔ ولکل اُمّۃ جعلنا منسکاً مسلمانوں کے لئے مابہ الامتیاز فرمایا۔ کہ وہ قربانی کے موقعہ اللہ کو یاد کر لیا کریں اور اسبات پر غور کریں کہ ادنےٰ اعلےٰ کے لئے کس طرح پر قربان کیا جاتا ہے۔ اور کیوں کر ایک جانور اپنا آپ اپنے سے اعلےٰ انسان کے آگے چپ چاپ رکھ دیتا ہے۔ بس اسی طرح ہم کو اپنی جانیں آستانہ الوہیت پر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

والمقیمی الصلوٰۃ۔ نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ تسبیح۔ تکبیر۔ تہلیل تمام اگن کے لئے دعا اور تبتل الی اللّٰہ۔ اللہ کی جناب سے پناہ۔ وہ وہ سب کچھ اس میں موجود ہے۔ بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔ تمام تعظیمات کی اور ذکر جامع ہے۔ تمام اذکار کا۔ اور اس میں تعظیم لامر اللہ ہے

ممّا رزقنٰھم ینفقون۔ یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس جو اللہ نے تمہیں دیا۔ اسمیں سے کچھ دو مال۔ طاقت۔ علم۔ ہنر۔ رزقنٰھم میں شامل ہے۔

لکن ینالہ التقویٰ منکم۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے جیسے وہ (جانور) تمہارا فرمانبردار ہے۔ ایسے ہی تم میرے مطیع ہو جاؤ۔ راضی بالقضاء۔

ان اللّٰہ یدافع عن الذین اٰمنوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی حد بندی مقرر کر دی ہے جب اس حد سے کوئی چیز بڑھنے لگتی ہے۔ تو اس کو دفع کرنے والی چیز پیدا کر دیتا ہے۔ کفر بڑھ گیا ہے اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کو پیدا کر دیا کیونکہ وہ کفر کیشوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ خیال کہ کوئی مہدی ایسا آئے گا جو تمام جہان کو مسلمان بنالیگا۔ ایک لغو خیال ہے۔ کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ سے بڑھ کر قوت قدسیہ رکھنے والا ہو گا کیا وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کتاب لائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہے۔

### یکم مئی ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۳۔ سورہ الحج رکوع ۵)

جو دنیا میں نیکی ہے اس کے ساتھ کچھ مشکلات بھی ہیں اور سکھ کے ساتھ دکھ اور دکھ کے ساتھ سکھ ہے۔ آخر الذکر کی مثال وضع حمل ہے اور پھر فرزند نرینہ کی پیدائش ہے۔

صحابہ کرام مکہ معظمہ میں سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ (۱) بعض آدمیوں کے ایک پاؤں کو ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھکر مخالف سمتوں میں چلا کر چیرا جاتا۔ (۲) بعض عورتوں کی شرمگاہوں میں برچھی ماری ہے اور گلے سے نکالی ہے۔ (۳) تین برس بنو ہاشم کو شعب ابو طالب میں روکیں ڈال دی گئیں۔

دیکھ بعض صحابہ کو شدت سے گرم گرم تپے ہوئے پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔ مگر وہ لوگ بڑے صبر و استقلال اور ہمت سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے۔

محرم میں جناب امام حسینؓ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر صحابہ سے جو جو تکالیف اُٹھائی ہیں وہ ان سے بعض اوقات بڑھ کر ہیں۔ سو اس صبر کے عوض جہاد کی اجازت دی گئی۔ یہ غلط ہے۔ آپ کو جیتے کا انتظار تھا۔ لا تکلف الا نفسک کا حکم اور غزوہ حنین میں سب بھاگ گئے پر کھڑا رہنا اس کا شاہد ہے۔ دین یہ جھوٹ ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔

بغیر حق۔ سوا کسی وجہ و جیہ کے۔ اگر خدا ہر چیز کی حد بندی نہ کرتا۔

صوامع۔ صابی قوم کے گرجے۔

بیع۔ یہودیوں کے گرجے۔

صلوات۔ عیسائیوں کے گرجے یا ہندوؤں کے ٹھاکردوارے۔

ھلکنٰھا۔ اس کے بہت بہت نظارے اس وقت بھی موجود ہیں۔

قصر مشید۔ شید۔ رشید کے معنے اونچے کے ہیں۔

شادہ مرمرًا و جللہ کلسًا۔ فللطیر فی ذراہ وکد

سنگ مرمر اور چونہ لگا کر ہمارے ممدوح نے محل کو اونچا کیا۔ جس کا کنگرہ جانوروں کا آشیانہ ہے۔ امرء القیس کہتا ہے۔

و تیماء لم یترک بہا جذع نخلۃ۔ ولا اُطُمًا الا مشید ا بجندل۔

اور تیما جگہ میں نہ چھوڑا اس نے کسی درخت کے تنے کو اور نہ کسی برج یا قلعہ کو۔ مگر وہ جو کہ مضبوط بنایا ساتھ پٹانوں کے۔ گویا دوسرے معنے پختہ گچ کے ہے۔

کالف سنۃ۔ ستۃ القرآن سنۃ و ستۃ الوصال ستۃ۔ وصال کا ایک برس اونکے برابر ہوتا ہے۔ مگر جدائی کی گھڑی سال کے برابر۔ منکروں کو کہا تم پر ایک دن آتا ہے۔ جو تمہارے لئے جو بر مصائب ہزار برس کا ہو جاوے گا۔

## مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۳ سورۃ الحج ۶)

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرے سے روکا تھا۔ اور کہا کہ اگر ہم اس سال اجازت دیں تو ہماری عزت میں فرق آتا ہے۔ اگلے سال آنا اور یہ شرائط مقرر کیں (۱) جس قدر آپ کے ساتھ لوگ ہوں ان کی تلواریں نیام میں ہوں۔ تیر۔ ترکش میں۔ نیزے چمڑوں میں (۲) تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔ کوئی مسلمان مکہ میں ہو تو آپ کے ساتھ نہ جا سکیگا۔ اور اگر کوئی آپ کے آنا چاہے تو اُسے روکو گے نہیں۔ پھر میں نے یہ کہا تھا کہ اس سورۃ میں اللہ ذکر کیا ہے سب قوموں کو۔ جو عرب۔ مصر۔ عراق۔ شام میں تھیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عزت وجاہت لئے پھرتے ہو۔ یہ سب خاک ہو جاوے گی۔

فالذین اٰمنوا و عملوا الصالحٰت۔ جو میرا ساتھ دیں گے وہ معزز ہوں گے اور جو میرے برخلاف کوشش کرتے ہیں وہ شکست یاب ہونگے۔ رسول اللہ تو ایمان عمل صالح۔ اطاعت رسول اور امر بالمعروف چاہتے ہیں اور کفار نبی کا انکار۔ بدیوں میں

انہماک فسق و فجور۔ کفر و شرک چاہتے ہیں اور ہمارے آیات کو عاجز کرنا۔ پس یہ سب مخالف جہنم کے کندے بنیں گے۔

وما ارسلنا من قبلک۔ مخالفان اسلام اس آیت کے غلط معنے کرکے طرح طرح کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قصور خود ان کے فہم کا ہے۔ اس سورۃ کے گذشتہ رکوع پر نظر ثانی کرو۔ اس میں کیا مضمون ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس زور سے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و عظمت کو قائم کرتا ہے اور تحدی سے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ دشمن اس کے تباہ ہوں گے کیا ان چھ رکوعوں کے مضامین کے سامنے اس بے ہودہ روایت کی کچھ ہستی ہے۔ کہ نبی کریم کی زبان پر اثنائے وعظ میں یہ کلمہ بھی جاری ہوا۔

تلک الغرانیق العلی۔ وان شفاعتھن لترتجی۔

جھوٹ بکتے ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ اس طرح تو نبی کریمؐ کے کلام سے امان اُٹھ جاوے گا۔

الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیتہ۔ نبی کی خواہش یہی ہے۔ کہ توحید پھیلے اور کلمۃ اللہ علیا ہو۔ کوئی شریر اُٹھتا ہے تو اس کی خواہشوں میں روک ڈالتا اور چاہتا ہے۔ کہ یہ نبی کامیاب نہ ہو۔

فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن۔ اللہ تعالیٰ اس شریر کی تمام شرارتوں کو مٹاتا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی نیک اپنی نیکی پھیلانا چاہتا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی شریر اس کی مخالفت کرتا۔ اور آخر شکست کھاتا ہے۔ اسی گاؤں میں ایک راستباز آیا۔ اس نے حق پھیلانا چاہا۔ مخالفوں نے روک ڈالی۔ مگر وہ سب روکیں اُٹھ گئیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں تم تین سو سے زیادہ احمدی بیٹھے ہو

لیجعل ما یلقی الشیطٰن۔ شیطان کی شرارتیں فتنہ ہوتی ہیں۔ مگر انہی کے لئے جن کے دلوں میں مرض ہے۔ گویا اس ذریعہ سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

سورۃ جن میں فرمایا۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا

جب اللہ اپنے غیب خاص کو رسولوں پر نازل فرماتا ہے۔ تو اس رسول کے آگے پیچھے چوکی پہرہ جما دیتا ہے۔ جب تک وہ ساری بات اللہ کی مخلوق میں پہنچا دے۔ پس یہ ممکن نہیں۔ کہ کوئی شیطان ایسے موقعہ پر دراندازی کر سکے۔

عذاب یوم عقیم۔ مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ وہ بدر کا دن تھا۔ جس میں تمام عمائد مکہ ہلاک یا کمزور ہو گئے۔

الملک۔ اس دن ثابت ہو جاوے گا کہ یہ ملک صرف اللہ کے دین کے لئے ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

## مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

پارہ ۱۷ رکوع ۱۵

(سورۃ الحج رکوع نمبر ۷)

سورۃ حج کا نشاء یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے

جانشین خلفاء کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ الذین کا انجام کیا ہوگا۔ یہ تو ابتدا ہوا۔ (ب) اس کے بالمقابل تبشیر ہے۔ کہ مومنین مہاجرین و انصار ان کے ممالک کو فاتح ہوں گے۔

ھاجر وا فی سبیل اللّٰہ۔ ملک کو چھوڑ گئے۔ خویش و اقارب کو چھوڑ کر ملک کے رسم و عقائد کو اور اپنے محبوب امور کو چھوڑنے والے للّٰہ نہ کہ کسی غرض نفسانی کے لئے۔

المہاجر من ھاجر ما نھی اللّٰہ

مانہی اللہ بہت سی چیزیں ہیں۔ از آنجملہ یہ کہ جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو۔ اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیئے۔

لیدخلنہم۔ جب مومنوں کو یہ آسائش و آرام کے اسباب و مقامات دیگا۔ تو زندوں کو تو ضرور ہی دے گا۔ خدا کی راہ میں مال و جان کو قربان کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں۔ اکثر لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ کہ معمولی سی بات پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ رسم و رسوم کی پابندی میں مال کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کئی گیارھویں دینے والے بڑے استقلال سے قرض لے کر بھی ناغہ نہیں کرتے۔ مگر زکوٰۃ کہو تو کہتے ہیں کہ غریب آدمی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اور یہی حقیقت ہے پُلصراط کی۔

ومن عاقب۔ ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں۔ یہ حکام کے سپرد ہے ثم بغی علیہ اس کو ظاہر کرتا ہے۔

فتصبح الارض مخضرۃ۔ جس طرح ظاہری بارش بے فائدہ نہیں جاتی۔ اسی طرح وحی اپنا پھل لاوے گی۔



## مورخہ ۴۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع نمبر ۱۶)

سورۃ الحج رکوع نمبر ۸

سخر لکم ما فی الارض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے مسخر کر دیں۔ بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ کہ آسمان کی چیزیں اور شمس و قمر بھی تمہارے مسخر کر دیا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بہت کم ان آیات سے نفع اُٹھایا ہے۔ اور عملیات کے ذریعے تسخیر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے۔ افسوس کہ جن کی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ "کل کی فکر آج نہ کرو"

دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سارے جہان کی دولت سمیٹ رہے ہیں اور جن کے لئے سب کچھ مسخر کر دیا گیا ہے۔ وہ بھوکوں مرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا اور سست و کاہل الوجود ہو گئے۔ انما اشکو بثی و حزنی الی اللّٰہ

منسکاً۔ منسک عربی بولی میں جگہ کو کہتے ہیں۔ کیسی جگہ جہاں جانے کی انسان کو عادت و اُلفت ہو۔ اس واسطے مسجد و ہر دکان کو جو بازار میں ہو وہ کنچیوں حرفہ پیشہ کی دکانوں بلکہ کنچروں کے بازار کو بھی منسک کہتے ہیں۔

جناب الٰہی فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ اس طرح کے مقامات ہر قوم نے اللہ کے نام کے لئے بنائے ہوئے ہیں۔

(۱) گنگا جی کے کنارے پر ایک مقام ہے۔ ہردوارہ یعنی ہری کا گھر۔ اللہ کا گھر۔ (۲) بیتیل (بیت اللّٰہ) یروشلم میں ہے۔ (۳) تبت میں لاسہ۔ جو آلہ سا کے معنوں میں ہے۔ پس ہمارے مکہ کے بیت اللّٰہ پر اعتراض کرنا غلطی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جھگڑا نہ کریں

فلا ینازعنک فی الامر۔

فی کتاب۔ اللہ کی حفاظت میں۔

و یعبدون من دون اللّٰہ

جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ ضرور دکھیارے ہیں۔ تا ثابت ہو کہ وہ اپنے آرام کے مالک بھی نہ تھے۔ امام حسین۔ مسیح۔ رامچندر جی سب کے واقعات زندگی دیکھو۔

یسطون۔ یبطشون۔

## مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(پارہ ۱۷ رکوع ۱۷)

(سورہ الحج رکوع نمبر ۹)

---

یا ایہا النّاس۔ یہاں عام لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ اور آگے چل کر خصوصیت سے مومنوں کو۔

ذباباً۔ لطیفہ یہ ہے کہ مکھی بنانا تو درکنار۔ یہ جو معبود بنائے گئے ہیں۔ وہ تو اس کی آنکھوں کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کوئی چمگادڑ وغیرہ بھی نہیں بناتے۔

وان یسلبہم الذباب شیئاً

بُت ہی مراد نہیں بلکہ انسان بھی خصوصیت سے شامل ہیں۔ اب خواہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور قوت والا۔ مکھی اپنا حصہ لے ہی جاتے گی۔ اس سے چھوڑانا محال۔

ارکعوا۔ خدا کی جناب میں جھکے رہو اور اپنے تئیں متکبر و لاپرواہ نہ بناؤ۔

الخیر۔ ہر قسم کی نیکیاں و بھلائیاں جمع کرلو۔

لعلکم تفلحون۔ کامیابی کی راہ بتادی۔

وجاھدوا۔ کوشش کرو اللہ کی راہ میں۔ جس قدر حق کوشش کا ہو۔

من حرج۔ حرج کے معنے تنگی کے ہیں۔ شریعت کے جس قدر کام ہیں سب نے مطالعہ کئے ہیں۔ سب وسیع ہیں۔ مثلاً نماز۔ وقت وسیع پھر کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے۔ تو بیٹھ کر یا لیٹ کر اور پھر کچھ بھی مشکل نہیں۔ غرض شریعت کے ہر حکم کی تعمیل اپنے اندر ایک سکھ رکھتی ہے پھر یہ بھی مطلب ہے کہ ہر غلطی کا ازالہ موجود ہے۔ گناہ کیا توبہ کرلو وغیرہ وغیرہ۔

ابراھیم۔ اچھوں کا باپ۔ اسی واسطے ابیکم فرمایا۔ کیونکہ وہ تمام اچھوں کا روحانی باپ ہے۔

سمٰکم المسلمین۔ اس کے متعلق یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے۔ کہ کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے۔

ھُوَ۔ اس ضمیر میں جھگڑا ہے۔ بعض خدا کی طرف کہتے ہیں۔ بعض ابراہیم کی جانب بدلیل امۃ مسلمۃ لک۔

اعتصموا باللہ۔ اللہ کی فرمانبرداری کے ذریعے اپنے تئیں ہر دکھ سے بچاؤ۔

ونعم النصیر۔ اگلی سورۃ میں نصرت ہی کا ذکر آوے گا۔



## سورۃ الحج کے نوٹ ختم ہوئے

## یہاں پارہ سترھواں ختم ہوا

## الحمد للہ رب العالمین